ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1, 2022

عہد نبوی ﷺ کی بیوروکریسی اور عصری معنویت ایک تجزیاتی جائزہ

1-محمد افضل

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ فیکلٹی آف سوشل سائنسز دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

2-ڈاکٹر شمس العارفین

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ فیکلٹی آف سوشل سائنسز دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

Abstract

The research begins with a comprehensive introduction to bureaucracy, detailing its definitions, historical evolution, and the critical need for an organized administrative system in any government. It examines the origins and development of bureaucratic systems, particularly in the Western colonial context, and their characteristics, such as the emphasis on formal rules, uniformity, and authority

The core of the thesis is a comparative analysis between the civil administration of the Rashidun Caliphate, notably during the time of Rashidun Caliphate, and the current Pakistani bureaucracy. The study delves into the Islamic principles of governance, emphasizing accountability, transparency, moral integrity, and the concept of public service as a divine trust. It contrasts these principles with the contemporary practices in Pakistani civil service, highlighting issues such as corruption, lack of accountability, and the persistence of colonial-era administrative attitudes.

Key findings of the research suggest that the administrative model of the Rashidun Caliphate, characterized by its ethical standards, accountability mechanisms, and public service ethos, provides valuable insights for reforming the Pakistani bureaucracy. The thesis advocates for adopting these Islamic administrative principles to address current inefficiencies, restore public trust, and ensure that the civil service fulfills its role as a servant of the people.

Keywords: Islamic Law, Bureaucracy, Civil Service, Rashidun Caliphate, Pakistani Bureaucracy, Public Administration, Accountability, Governance, Reform.

بیوروکریسی دو لفظوں "Bureau"اور" Chris "کا مجموعہ ہے۔بیورو سے مراد دفتر اور کریسی سے مراد نظام ہے جبکہ بیوروکریٹ سے مراد دفتری سربراہ ہوتا ہے۔اسی لئے بیوروکریسی کو دفتری حکومت بھی کہا جاتا ہے۔انگریزی لفظ بیوروکریسی دراصل فرانسیسی نژاد لفظ ہے اور اس کا اطلاق ایسی عاملہ یا انتظامیہ پر ہوتا ہے جس کا کام ضابطہ پرستی کے باعث طوالت آمیز ہو۔

بیورو سے مراد ''لکھنے کی میز'' یعنی دفتر اور کریسی سے مراد دفاتر سے منسلک افراد کا' نظام' یعنی کریسی (کچھ کرنا) یہ پنجابی زبان کے لفظ کا مترادف ہے۔(فرانسیسی زبان کے اکثر الفاظ پنجابی زبان کے الفاظ کے مترادف ہیں۔مثلا پنجابی اور فرانسیسی میں یہ فقرہ ایک ہی طرح بولا جاتا ہے۔' تو کی اے؟' یعنی آپ کون ہیں؟ مقالہ نگار کی رائے میں کریسی کا لفظ بھی دونوں زبانوں میں مشترک ہے۔) عجیب اتفاق ہے کہ لفظ ''کریسی'' کا مفہوم سرائیکی میں بھی یہی ''کام کرنے'' کا ہے۔نپولین کے دور میں فرانس میں یہ اصطلاح وضع ہوئی تھی اس کا مطلب ''سول سروس'' یعنی نوکر شاہی تھا۔جبکہ بیوروکریٹ سے مراد دفتری سربراہ ہوتا ہے۔اسی لئے بیوروکریسی کو دفتری حکومت بھی کہا جاتا ہے۔

اہل عرب بیورو کریسی کے لیے عمال اور الحکام کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، بیورو کریسی کے لیے ان الفاظ کا استعمال قدیم اور جدید دونوں عرب کرتے ہیں، جیسا کہ یہ الفاظ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بھی وارد ہوئے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ -1

اور مت کھاؤ تم لوگ اپنے مال آپس میں ناجائز طریقوں سے اور نہ ہی تم انہیں لے جاؤ حاکموں کے پاس تاکہ اس طرح تم ہتھیا سکو کچھ حصہ دوسروں کے مالوں کے گناہ کے ساتھ حالانکہ تم خود لوگ جانتے ہو

دوسرے لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کرنا ہر صورت میں حرام ہے چاہے براہ راست کسی کا حق غصب کیا جائے یا حاکم کو رشوت دے کر کسی کی حق تلفی کی جائے۔

مندرجہ بالا آیت میں الحکام سے مراد انتظامیہ ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ انتظامیہ کو ساتھ شامل کر کے کسی دوسرے کا مال نہ کھایا جائے۔

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى {وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ} [البقرة 188] قَالَ «لَا تُدْلِ بِمَالِ أَخِيكَ إِلَى الْحَاكِمِ، وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ ظَالِمٌ، فَإِنَّ قَضَاءَهُ لَا يُحِلُّ لَكَ شَيْئًا كَانَ حَرَامًا عَلَيْكَ. -2عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَضَى بِالدِّيَةِ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا وَقَالَ «إِنَّ الزَّمَانَ يَخْتَلِفُ وَأَخَافُ عَلَيْكُمُ الْحُكَّامَ بَعْدِي، فَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى زِيَادَةٌ فِي تَغْلِيظِ عَقْلٍ، وَلَا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَلَا الْحُرْمَةِ، وَلَا عَقْلِ أَهْلِ الْقُرَى فِيهِ تَغْلِيظٌ لَا زِيَادَةَ فِيهِ--

(العامل) من يعمل في مهنة أو صنعة والذي يتولى أمور الرجل في ماله وملكه وعمله -3

عہد نبوی ﷺ میں سرکاری سیکریٹریٹ

کسی بھی ریاست کا نظم و نسق چلانے کے لیے افراد کار کے علاوہ اس کے سیکریٹریٹ یا ایک مرکزی دفتری نظام کی ضرورت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا گو وہ اس کی ہئیت اور شکل کچھ ہی ہو لیکن یہ بھی طے ہے کہ سیکریٹریٹ ریاست کا مرکز ثقل اور اس کے سربراہ کا حافظہ ہے اور جس طرح حافظہ کے بغیر انسانی زندگی منضبط نہیں رہ سکتی اسی طرح نظام دفاتر کے بغیر ریاستی زندگی کا انضباط ممکن نہیں ہے۔4

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سیکریٹریٹ کی وہ شکل تو نہیں تھی جو بعد کے ادوار میں متشکل ہوئی البتہ اتنا ضرور تھا کہ علیحدہ علیحدہ امور کے لیے الگ الگ افراد ذمہ دار بنائے جاتے تھے، وہ متعلقہ شعبہ کا ریکارڈ رکھتے، سربراہ حکومت کے احکام کو ضبط تحریر میں لاتے تھے اور ان کو متعلقہ افراد تک پہنچاتے بھی تھے۔اس قسم کا تمام دفتری نظام اور تحریرات کا کام ارباب انشاء کی ایک باصلاحیت اور ذمہ دار جماعت کے سپرد تھا۔اس جماعت میں شامل جملہ افراد کے نام اور ان کی ذمہ داریوں کی تفصیل اگرچہ ہمارے تاریخی ماخذ میں بہت کم ملتی ہے۔

عہد نبوی ﷺ کے سرکاری مشیر

سیاسی اہمیت اور انتظامی کاصیت کے لحاظ سے ایک اہم طبقۂ عمال مشیروں پر مشتمل تھا۔ حکم الٰہی بھی ہے۔اور سنت رسول بھی کہ اسلامی حکومت کے تمام امور مسلمانوں کے باہمی مشاورت سے طے کئے جائیں حکومت نبوی کی ایک اہم خصوصیت شوریٰ بھی قرار دی گئی ہے۔ (5) اور مآخذ میں خاص کر سیرتی ادب میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ان میں بیشتر کا تعلق فوجی امور سے ہے۔اگرچہ کچھ گنی چنی مثالیں مذہبی اقتصادی اور انتظامی معاملات سے متعلق بھی مل جاتی ہیں۔

شوریٰ کی پہلی نبوی مثال تاریخی ترتیب کے مطابق ایک مذہبی معاملہ سے ہے۔مشہور واقعہ ہے کہ ہجرت کے مابعد نماز کے لیے بلانے کے طریقہ پر آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔متعدد رائیں دی گئیں اور بالآخر فیصلہ مروجہ اذان کے کلمات پر ہوا جس کی رائے بہ اختلاف روایات حضرات عبداللہ بن زید انصاری اور عمر بن خطاب عدوی قریشی کے علاوہ متعدد دوسرے اصحاب نے دی تھی۔ (6) مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے جگہ کا انتخاب صلاح و مشورہ کے بعد ہوا تھا۔ (7) مواخاۃ کا نظام بھی طرفین کی مرضی اور باہمی مشاورت سے قائم کیا گیا تھا۔ (8) مدینہ کے یہودی قبائل کی آراضی کی تقسیم انصار کے مشورہ و مرضی سے عمل میں آئی تھی۔ (9) بحرین میں جب انصار مدینہ کو آراضی کے قطائع دیئے گئے تو انھوں نے اپنے جذبہ اخوت سے سرشار ہو کر اس

وقت تک لینے سے انکار کیا جب تک ان کے مہاجر بھائیوں کو بھی اسی قدر نہ دئے جائیں۔ [10] واقعہ افک کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے متعدد صحابہ کرام سے مشورہ لیا اور صلاح کی تھی۔ [11] پردہ کے سلسلہ میں حضرت عمر فاروق برابر مشورے دیتے رہے بالآخر وہ قانون الٰہی بن کر جاری ہوئے۔ [12] صلح حدیبیہ کے دوران ایک نازک موقعہ پر حضرت ام سلمہؓ کا مشورہ دربار نبوی ﷺ میں مقبول ہوا۔ [13]

جنگ خیبر میں مسلم عورتوں کو ان کی شدید خواہش و اصرار پر شرکت کی اجازت دی گئی۔ [14] فتح مکہ کے موقعہ پر حضرات ابوسفیان بن حرب اموی اور عکرمہ بن ابی جہل مخزومی وغیرہ متعدد اشراف کی جانشینی کی شفارش بعض دور اندیش مسلمانوں نے کی تھی۔ [15] جبکہ حضرت ابوسفیان کے گھر کو دارالامان قرار دینے کا مشورہ حضرت عباس ہاشمی نے دیا تھا۔ [16] واقعہ ایلاء کے سلسلہ میں حضرت عمر فاروق کی اسم گرامی بطور مشیر نبوی نظر آتا ہے۔ [17] معاہدات کے سلسلہ میں غزوات خندق اور خیبر کے دوران انصار کے بعض سرداروں سے مشورہ کا ذکر ملتا ہے۔ [18]

حربی امور کے سلسلہ میں مشورہ اور ان کے مشیروں کے اسماء گرامی کا ذکر خاصی صراحت کے ساتھ ملتا ہے۔ غزوہ بدر سے قبل جب قریش مکہ کی فوج کی آمد کی خبر ملتی تو اسلامی شوریٰ منعقد ہوئی اور حضرت ابو بکر و عمر و مقداد ین عمرو خزاعی نے مہاجرین میں سے اور حضرت سعد بن معاذ اوسی، سعد بن عبادہ خزرجی اور حباب بن مندر خزرجی نے آپ کے منصوبہ جنگ کے بھرپور حمایت کی۔ [19] میدان بدر میں موجود کنوؤں کو اندھا کرنے کا مشورہ مشہور ماہر حرب حضرت حباب بن مندر خزرجی نے دیا۔ [20] جنگ بدر کے قریشی قیدیوں کے سلسلے میں حضرت ابو بکر و عمرؓ نے باہم مختلف مشورے دئے جن میں سند قبول اول الذکر کے مشورہ کو ملی۔ [21] غزوہ احد کے موقعہ پر اس مسئلہ پر شوریٰ ہوئی کہ جنگ مدینہ میں محصور ہو کر لڑی جائے یا کھلے میدان میں مقابلے کیے جائے۔ بشمول نبی کریم ﷺ متعدد بلکہ بیشتر کابر و اہل رائے صحابہ کی رائے پہلی تجویز کے حق میں تھی جبکہ متعدد صاحب رائے اور پرجوش صحابہ خصوصا حضرت حمزہ بن عبد المطلب ہاشمی، سعد بن عباد خزرجی نعمان بن مالک، مالک بن سنان، ایاس بن اوس، خثیمہ بن حارث اور انس بن قتادہ دوسری رائے کے حق میں تھے اور انھیں کے اصرار فیصلہ بھی ہوا۔ [22]

ایک بہت بڑی سازش اور اسلامی ریاست کے خطرناک دشمن کعب بن اشرف کے قتل کے سلسلہ میں حضرت محمد بن مسلمہ اوسی کی رائے طلب کی گئی تھی۔ [23]

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے جنگ کے موقعہ پر شہر کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا۔ [24] محاصرہ کے طول کھینچ جانے کے دوران عطفان کے سرداروں کو مدینہ کی نصف پیداوار دے کر واپس جانے پر راضی کرنے کی تجویز پر شوریٰ ہوئی جس میں حضرت سعد بن معاذ اوسی، اسید بن حضیر اوسی اور سعد بن عباد خزرجی نے تجویز کے مخالفت کی اور وہ بالآخر مسترد ہو گئی۔ [25] اسی طرح کی دوسری تجویز جنگ خیبر کے دوران آئی جو انہیں سرداروں نے مسترد کر دی۔ [26] صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں قریش سے گفت و شنید کے لیے حضرت عثمان بن عفان اموی کی بطور سفیر نبوی تقرری حضرت عمر فاروقؓ کے مشورے سے ہوئی۔ غزوۂ خیبر میں حضرت حباب کی رائے پر پہلے بعض درختوں کے کاٹنے کا حکم صادر ہوا تھا جو کچھ دیر بعد حضرت ابو بکرؓ کے مشورہ پر منسوخ کر دیا گیا۔ [27] مآخذ سے واضح ہے کہ جنگی معاملات میں اکثر و بیشتر حضرت حباب بن مندر خزرجی کے مشورے کو شرف قبول ملتا تھا۔ چنانچہ بندر، خندق، خیبر اور طائف وغیرہ کے مواقع پر مسلم خیمہ گاہ کے سلسلے میں ان کی رائے حتمی سمجھی گئی۔ [28] حضرت بشیر بن سعد خزرجی کو بطور امیر سریہ تقرری حضرت شیخین کے متفقہ مشورہ پر ہوئی تھی۔ [29]

جبکہ حنین کے دوران طریق جنگ پر حضرت عمر فاروق نے اور محاصرہ طائف کے دوران منجنیق کے استعمال پر حضرت سلمان فارسی نے مشورہ دیا تھا۔ [30] اور حضرت نوفل بن معاویہ دؤلی کے مشورہ پر اس کا محاصرہ اٹھایا گیا تھا۔ [31] اسی طرح تبوک سے واپسی کا نبوی فیصلہ فاروقی مشورہ سے ہوا تھا۔ [32] مشیروں کے طبقہ عمال میں لگ بھگ پچاس صحابہ کرام کے اسماء گرامی ملتے ہیں جن میں بعض صحابیات بھی شامل ہیں۔ نبوی شوریٰ دراصل تمام مسلمانوں کے لیے اصولا کھلی ہوئی تھی مگر آپ ﷺ عموما مشورہ اہل رائے حضرات ہی سے لیتے تھے۔ اس میں مہاجرین و انصار کے تمام اکابر صحابہ شامل تھے۔ زمانہ قبول اسلام کے لحاظ سے ان میں سابقین اولین بھی شامل تھے۔ خاص بات یہ تھی کہ ان کی اکثریت جوانوں پر مشتمل تھی جبکہ بزرگوں میں سے صرف دو چار نام نظر آتے ہیں۔ [33]

عہد نبویﷺ میں نائبین کا تقرر

ریاست مدینہ سے باہر جانے کی صورت میں سیاسی اور انتظامی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں اپنے نائبین کا تقرر فرمایا۔ [34] وہ آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں شہر مدینہ اور مرکزی حکومت کے تمام انتظامی معاملات کے نگران اور ذمہ دار ہوتے تھے۔ عہد نبوی میں اس عہدہ پر کل بتیس (32) مرتبہ تقرریاں کی گئیں جبکہ نائبین رسول کی کل تعداد صرف تیرہ (13) تھی یعنی بعض خوش بخت صحابہ کرامؓ کو یہ سعادت بار بار ملی تھی۔ تاریخی ترتیب کے مطابق پہلے غزوہ ودان کے زمانے میں حضرت سعد بن عبادہؓ کو اور پھر بواط کے دوران حضرت سعد بن معاذؓ کو یہ منصب عطا ہوا۔ [35] مدینے کے دو عظیم ترین مقامی شیوخ قبیلہ کی یکے بعد دیگرے تقرری دراصل حضور نبی اکرم ﷺ کی فراست، حکمت عملی اور دور اندیشی کی دلیل تھی کہ شہر نبوی کے دونوں اہم ترین مقام طبقات خزرج واوس کی اس طرح نہ صرف دل جوئی کی گئی بلکہ ان کو حکومت اسلامی میں برابر کا شریک ہونے کا احساس دلا کر ان کی مکمل وفاداری اور اطاعت بھی حاصل کر لی گئی۔ تیسری تقرری کا شرف حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ کو غزوہ سفوان اولیٰ کے دوران حاصل ہوا۔ [36]

یہ تقرری اسلام کی معاشرتی و سیاسی مساوات کی دلیل اور خاندانی شرف و نجابت پر فخر کرنے کی نفی تھی۔ اس تقرری نے ثابت کر دیا تھا کہ صلاحیت و لیاقت ہی بنائے تقرری تھی نہ کہ قرابت وخون کی رشتہ داری یا محض خاندانی وجاہت و نجابت۔ حکمت نبوی کا ایک مظاہرہ چوتھی تقرری میں ہوا جب ایک مولا اور غلام کے بعد غزوہ ذات العشیرہ کے دوران ایک قریشی ابو سلمہؓ بن عبد الاسد مخزومی کو نائب رسول کا عہدہ عطا کیا گیا۔ یہ صحابی آپ کے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے۔ [37] حضرت زید بن حارثہ کو دوبارہ یہ خدمت غزوہ مریسیع کے دوران تفویض ہوئی۔ [38] غزوہ بدر کے دوران پہلے حضرت عمرو بن ام مکتوم عامری قریشی کو نائب مقرر کیا گیا۔ بعد ازاں کچھ مصالح کے پیش نظر ان کی جگہ حضرت ابولبابہ بشیر بن عبد المنذر خزرجی کو مقرر کیا گیا۔ [39] بعض روایات کے مطابق حضرت ابولبابہ خاص شہر رسول کے لیے نائب مقرر کیے گئے تھے جبکہ حضرت عاصم بن عدی عجلانی اوسی شہر کے بالائی علاقے (العالیہ) کے اور حضرت حارث بن حاطب خزرجی اپنے قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے معاملات وامور کے نگران تھے۔ حضرت ابولبابہ کو غزوات بنی قینقاع و سویق میں دوبارہ مزید خلافت نبوی کی سعادت ملی۔ اس طرح مجموعی طور پر ان کی تقرریوں کی تعداد تین ہو گئی۔ [40]

نائبین رسول میں سب سے اہم شخصیت حضرت عبداللہ عمرو بن ام مکتومؓ کی ہے۔ جنہوں نے کم و بیش تیرہ مواقع پر رسول اکرم ﷺ کی جانشینی کا فریضہ انجام دیا تھا۔ اگرچہ بدر کبریٰ کے موقع پر ان کی تقرری عارضی ثابت ہوئی تاہم فتح مکہ تک پانچ برس کے دوران ان کو یہ سعادت بار بار ملتی رہی۔ مذکورہ واقعہ کے علاوہ غزوات احد، حمراء الاسد، بنی نضیر، خندق، بنو قریظہ، لحیان حدیبیہ، فتح مکہ، حنین اور طائف کے زمانے میں بھی ان کی تقرری ہوتی رہی۔ [41]

اسی اثناء میں حضرت عثمان بن عفان۔ [42] عبداللہ بن رواحہ خزرجی۔ [43] سباع بن عرفطہ غفاری۔ [44] اور ابوذر ہم غفاریؓ۔ [45] کی بالترتیب غزوات ذوامر اور ذات الرفاع، بدر الموعد دومتہ الجندل اور عمرۃ القضیہ میں اس منصب پر تقرری ہوئی۔ حضرت عثمان کو پہلے دو غزوات کے زمانے میں یہ سعادت ملی حضرت محمد بن مسلمہ اوسیؓ کو غزوہ تبوک کے دوران یہ شرف ملا جبکہ اسی زمانے میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کو خاندان رسالت کے امور کی ذمہ داری سونپی گئی۔ [46]

مذکورہ بالا تیرہ نائبین رسول میں سے حضرت ابن ام مکتوم عامری قریشیؓ کو بارہ یا تیرہ مرتبہ اس عہدہ سے سرفراز کیا گیا جبکہ حضرت عثمان بن عفان امویؓ، حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ اور حضرت ابو سلمہ مخزومیؓ کو دو دو بار یہ سعادت ملی۔ حضرت ابولبابہؓ اور حضرت سباع بن عرفطہ غفاریؓ کی تین بار تقرری ہوئی اور بقیہ سات حضرات کو محض ایک ایک بار موقعہ ملا۔ اس تفصیل سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ نائب رسول کا عہدہ تو مستقل تھا مگر عہدیدار اور ان کی تقرریوں کی نوعیت عارضی تھی۔ قبائلی نقطہ نظر سے سب سے زیادہ تقرریاں یعنی سترہ قریش سے ہوئیں۔ ان میں اہم ترین حصہ بنو عامر سات بار یہ سعادت حاصل کی۔ ان کے بعد غفار کا درجہ ہے جن کے دو عہدیداروں نے چار مرتبہ یہ خدمت انجام دی۔ کلب اور خزرج کے حصہ میں صرف دو بار نیابت آئی۔ منصب نیابت میں علاقائی نمائندگی کے لحاظ سے مرکزی عرب کے قریش وانصار نے غالب تر حصہ پایا تھا جبکہ دوسرے قبائل میں صرف مغربی حصہ کے ایک قبیلہ غفار کو نمائندگی ملی تھ۔ شمالی عرب کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر تھی اور جنوب مشرقی اور بقیہ عرب کے قبائل کی نمائندگی بالکل صفر تھی۔ قبول اسلام کے اعتبار سے خلفاء رسول کی غالب اکثریت اگرچہ سابقین اولین میں سے تھی مگر انصار کے تمام افراد کا تعلق مدنی عہد سے تھا۔ تمام اکابر قریشی صحابہ جیسے

حضرت ابو بکرؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت حمزہؓ وغیرہ کو اس طبقہ میں کوئی جگہ نہیں ملی۔ مدت عہدہ پانچ دن سے لے کر تقریباً تین ماہ تک غزوات کی نوعیت کے مطابق مختلف رہی۔ یہ اعتبار عمر سب ہی جواب طبقہ کے لوگ تھے اور ان میں سب سے معمر حضرت عثمانؓ تھے۔

عہد نبوی ﷺ کے گورنرز

صوبائی انتظامیہ میں سب سے اہم، فعال اور صاحب اقتدار طبقہ والیوں / گورنروں کا تھا جو اپنی ولایات / صوبوں میں مکمل خود مختار خود مختاری اور تمام فوجی، مالی، انتظامی اور مذہبی اختیارات رکھتا تھا اور اگر کوئی قدغن اس کے اختیار پر تھی تو وہ کتاب الٰہی اور فرامین نبوی کی تھی کہ اس سے کسی مسلم حاکم کو مفر نہ تھا۔ (47) صوبائی منتظمین کا تقرر مدینہ منورہ سے کافی مسافت پر واقع علاقوں کی فتح کے بعد عمل میں آیا تھا اور ان میں سب سے پہلے خیبر، تیمائی، وادی القریٰ اور قریٰ عربیہ کے علاقے تھے جن کے بالترتیب گورنر / والی حضرت سواد بن غزیہ خزرجی، عمرو بن سعید اموی، یزید بن ابی سفیانی اموی اور عبداللہ (حکم) بن سعید اموی تھے۔ (48) ان کا تقرر غالباً 7 ہجری میں ہو گیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد حضرت عتاب اموی نے لے لی جو بقیہ عہدہ نبوی اور ایک روایات کے مطابق پورے خلافت صدیقی میں اس عہدہ جلیل پر فائز رہے۔ (49) وسطی عرب خاص کر مکہ مکرمہ کے قرب و جوار کے علاقے میں طائف، دبا اور جدہ کی ولایات کا واضح ذکر ملتا ہے جن کے گورنر بالترتیب حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی، حذیفہ بن یمان ازدی اور حارث بن نوفل ہاشمی تھے۔ (50)

مشرقی ولایات میں حضرت عمرو بن عاص سہمی مرکزی گورنر تھے۔ بحرین کے سابق فرمانروا حضرت منذر بن ساوی تمیمی اپنے علاقہ پر حضرت علاء بن عمان کے ولایات دو دو علیحدہ انتظامی علاقوں میں منقسم تھیں جن کے لئے مرکزی نمائندے اور منتظم الگ الگ مقرر کئے جاتے تھے۔ (51) مشرقی سواحل اور وسطی عرب کے درمیان قبیلہ طے میں حضرت عدی بن حاتم طائی حکمران تھے مگر ان کی حیثیت گورنر سے زیادہ مقامی منتظم کی معلوم ہوتی ہے۔ (52) شمالی علاقہ میں جو حدود شام کے قریب تھا حضرت شرجیل بن حسنہ کندی کا مقام گورنر جنرل کا تھا کہ ان کا صدر مقام ایلہ تھا اور وہ متعدد دوسرے ماتحت مرکزی منتظمین بھی رکھتے تھے جو مختلف علاقوں میں تعینات تھے۔ (53) لیکن علاقہ کی وسعت، اختیارات کی ہمہ گیری اور شہرت عام کے اعتبار سے سب سے اہم گورنر حضرت معاذ بن جبل خزرجی تھے جو پورے جنوبی عرب کے گورنر جنرل تھے اور یمن و حضر موت کے تمام مرکزی منتظمین / والی ان کے ماتحتی میں کام کرتے تھے۔ (54) ان ماتحت گورنروں میں حضرت یعلی بن امیہ تمیمی (الجند)، خالد بن سعید اموی (صنعاء)، طاہر بن ابی بالہ تمیمی (عک و اشعر)، عکاشہ بن ثور غوثی (سکاسک و سکون)، ابو عبیدہ بن جراح فہری (نجران) عمرو بن خرم خزرجی (نجران)، ابو سفیان بن حرب اموی (جرش)، سعید بن قشیب ازدی (جرش)، ابو موسیٰ اشعری (زبیدہ، رمع، عدن اور ساحل)، زیادہ بن لبید خزرجی (حضر موت)، عامر بن شہر ہمدانی (ہمدان) اور مہاجر بن ابی امیہ مخزومی (کندہ) کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ (55) حضر معاذ اور ان کے ماتحت گورنروں کا تقرر حضرت باذان اور ان کے فرزند رشید حضرت شہر بن باذان ایرانی کی وفات کے بعد ہوا تھا۔ ان دونوں ایرانی ابناء نے 628ئ سے 630ئ تک یمن اور دوسرے علاقوں پر بطور گورنر اسلامی حکومت کی تھی۔ دراصل باذان ایرانی شہنشاہ کے گورنر تھے اور انھوں نے خسرو پرویز کے قتل کے بعد اسلامی ریاست سے وفاداری استوار کر لی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نیان کی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے ان کو پورے یمن کا گورنر برقرار رکھا۔ ان کی موت کے بعد ان کے فرزند شہر نے عانی حکومت سنبھالی مگر مرکز کو فوراً صوبہ کے سیاسی حالات کے اتار چڑھاو کی اطلاع دی مرکز سے اسی کے بعد حضرت معاذ بن جبل اور ان کے معاونین کو بھیجا گیا تھا۔ ان نئے مرکزی منتظمین کی آمد کے فوراً بعد ہی حضرت شہر بن باذان کی شہادت یمن کے مدعی نبوت اسود عنسی کے ہاتھوں ہوئی۔ اور نئے گورنروں نے اپنی اپنی ولایت کے معاملات سنبھال لیے مگر جلد ہی ان کو ردہ کے فتنہ کا سامنا ہوا۔ جس میں وہ پوری طرح کامیاب و کامران رہے۔ (56)

حکومت نبوی کے افسران میں والیوں / گورنروں کا طبقہ اپنی انتظامی کارکردگی اور وسیع اختیارات کے سبب اہم ترین تھا۔ شہری نظم و نسق کے اس شعبہ کے تمام کارکنوں کا تقرر مستقل بنیادوں پر ہوتا تھا۔ چنانچہ والیوں کی غالب اکثریت عہد نبوی کے اواخر تک اپنے اپنے عہدوں پر فائز رہی، بلکہ ان میں سے بعض تو خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی تک بحال رہے۔ عہد نبوی میں ان کے عہدہ کی مدت تین ماہ سے تین چار سال تک نظر آتی ہے بعض گورنروں کو معزول یا تبدیل بھی کیا گیا۔ ان میں سے مکہ، نجران اور جرش کے پہلے گورنروں کی تقرری عارضی یا مختصر مدت کے لیے تھی جبکہ ان کے جانشینوں کی تقرری مستقل تھی۔ بحرین کے گورنر حضرت علاء بن حضرمی کے بارے میں روایات کا اختلاف ہے بعض سے ان کی معزولی کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کی جگہ حضرت

ابان بن سعید اموی کی تقرری کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن صحیح وہ روایت معلوم ہوتی ہے۔ جس کے مطابق دونوں حضرات بحرین کے دو الگ الگ علاقوں کے حکمران تھے۔ (57) ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان گورنروں کو ان کی خدمات کے صلہ میں تنخواہیں بھی ملتی تھیں۔ (58)

گورنروں کے اختیارات وفرائض

خود مختار گورنروں کے اختیارات وفرائض معمولات حسب ذیل ہوتے تھے۔

ا۔ ایک جنرل کے فرائض واختیارات اپنی فوج پر۔

2۔ اپنے صوبہ میں حکام اور قاضیوں کے تقرر کا پورا اختیار۔

3۔ مالیات کے محکمہ کا نظم ونسق۔

4۔ تحفظ ناموس دین۔

5۔ حدود اسلام اور تعزیرات کا عمل میں لانا۔

6۔ امامت پنج وقتہ اور جمعہ کی نمازمیں۔

7۔ حاجیوں کے لئے سہولتیں مہیا کرنا۔

8- دشمن کے یورش کی صورت میں جہاد کی ذمہ داری۔ (59)

عہد نبوی ﷺ میں سرکاری عہدیداران کے اختیارات و دورانیہ

ولاۃ نبوی کا قبائلی اور علاقائی تجزیہ خاصی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تقرری اور برطرفی (Appointment & Termination) کی پالیسی کی بخوبی وضاحت کرتا ہے۔ کل والیوں کی تعداد بتیس تھی جن میں قریش کے بارہ افراد تھے۔ قریشی ولاۃ میں سب سے زیادہ یعنی سات کا تعلق بنوامیہ کے مختلف خاندانوں سے تھا ان میں چار جو حقیقی بھائی بھی تھے مشہور سعیدی خانوادہ (بنوابی سعید بن عاص) سے تعلق رکھتے تھے۔ دو کا تعلق بنو حرب بن امیہ کے خاندان سے تھا۔ جبکہ آخری اموی والی حضرت عتاب بن اسید کا تعلق اس کی ایک نسبتا کم اہم شاخ بنو اسید سے تھا۔ حضرت ابو سفیان کے سوا جو جلد ہی سبکدوش ہو گئے تھے بقیہ اپنی ولایات میں پوری مدت تک کام کرتے رہے۔ ان میں حضرت علاء بن حضرمی اور سعید قشیب ازدی بنو امیہ کے حلیف تھے۔ اس لیے عرب قبائل روایات کے مطابق ان کا شمار بھی ان کے سرپرست خاندان ہی میں کیا جاتا ہے۔ (60)

عہد نبوی ﷺ کے سرکاری جج

قاضی کا عہدہ انتظامیہ کا ہی جزو سمجھا جاتا تھا چنانچہ اکثر و بیشتر حاکم علاقہ عدلیہ کا افسر اعلی بھی ہوتا ہے۔ اس حیثیت سے رسول اکرم ﷺ ریاست اسلامی کے قاضی القضاۃ یا چیف جسٹس بھی تھے مرکز میں آپ کے علاوہ حضرت عمر، معاذ بن جبل، عبد اللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابو موسیٰ اشعری عقبہ اور معقل بن یسار کے اسماء گرامی قاضیان و مفتیان شہر میں گنائے جاتے ہیں۔ صوبائی گورنروں خاص کر حضرت معاذ بن جبل خزرجی کے بارے میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ بیان ملتا ہے کہ ان کو قاضی کے اختیارات بھی حاصل تھے۔ مقامی طور سے یہ اختیارات مقامی منتظمین کو بھی عطا کئے گئے تھے۔ ان قضاۃ کے بارے میں یہ اہم بات ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ ان کے دوسرے اختیارات کی مانندان کے عدلیہ کے اختیارات بھی انہیں کے علاقوں تک محدود تھے اور کسی دوسرے علاقہ کے قاضی کے فیصلے پر اثر انداز نہیں ہو سکتے تھے۔ اس کا اعلیٰ حق صرف نبوی عدلیہ کو حاصل تھا جو تمام عدالتوں پر تفوق وامتیاز رکھتی تھی۔ (61)

عہد نبوی ﷺ میں ہنگامی، سرکاری تقرریاں

ہنگامی انتظامی امور کی انجام دہی اور بعض احکام شریعت کے نفاذ کیلئے حضور نبی اکرم ﷺ نے چند مخصوص افسروں کو بھی مقرر فرمایا تھا۔ اس ضمن میں سب سے مشہور واقعہ حضرت سعد بن معاذ اوسیؓ کے بنو قریظہ کے معاملہ میں حکم بنائے جانے کا ہے۔ (62)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1, 2022

اس طبقہ عمال میں سب سے اہم حضرت علی بن ابی طالبؓ تھے جن کی تین مواقع پر تقرری کی گئی۔ دو بار بنو جذیمہ اور بنو جذام کے مقتولوں کی دیت یا خوں بہاادا کرنے اور ان کے قیدیوں کو واپس کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے اور ایک بار فتح مکہ کے دوران بعض پر جوش مسلمانوں کی غلطی سے ہونے والی خوں ریزی کا معاوضہ ادا کرنے پر مامور ہوئے تھے۔ (63)

غزوئہ تبوک کے زمانے میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمیؓ نے غزوہ سے قبل منافقین کے ایک سازشی مرکز کو منہدم کیا تھا۔ (64) تو غزوہ کے بعد حضرت مالک بن وخشم اوسیؓ اور حضرت محن بن عدی اوسیؓ نے ان کی مسجد ضرار کو مسمار کیا تھا۔ (65) حضرت انیس بن ضحاک سلمیؓ نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت پر زنا کی حد جاری کی تھی جبکہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک عیسائی کی آدھی دولت بطور جرمانہ ضبط کی تھی۔ دو بھائیوں کے درمیان ایک جائیداد کے معاملے پر جھگڑے کو سلجھانے کے لئے حضرت حنظلہ بن یمانؓ کو ثالث مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت ابوامامہ باہلیؓ نے خون کھانے کی حرمت کے قانون کا نفاذ کیا تھا جبکہ حضرت علیؓ نے مکہ میں اس حکم الٰہی کا اعلان کیا تھا کہ فتح کے چار ماہ بعد مکہ میں کافروں کا داخلہ ممنوع ہو گا۔ خیبر کے زمانے میں بعض ماکولات و مشروبات اور لین دین کے معاملات کے حرام ہونے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اسی طرح اس زمرہ میں حضرت علاء بن عقبہؓ اور حضرت ارقمؓ بھی شامل ہیں۔ (66) بارہ افسرانِ خصوصی میں سے تین کا تعلق قریش کے خاندانوں ہاشم، تیم اور عدی سے تھا جبکہ خزرج کا کوئی فرد ان میں شریک نہیں تھا البتہ اوس کے چار حضرات کو یہ اعزاز ملا تھا۔ بقیہ قبائل میں ازد، اسلم اور غطفان کے افراد تھے۔ قریشی افسران سابقین اولین میں سے تھے جبکہ بقیہ کا تعلق مدنی عہد سے ہے البتہ بہ اعتبار عمر سب کا تعلق جوانوں کے طبقہ سے تھا۔

عہد نبوی ﷺ کے سرکاری کاتبین وحی

حکومت نبوی کے انتظامی کارپردازوں میں کاتبین نبوی کو بڑی اہمیت حاصل تھی کہ وہ وحی الٰہی کے علاوہ معاہدات، خطوط اور فرامین کے لکھنے والے اور نبوی انتظامیہ کے سیکرٹری تھے۔ ان کی کم از کم تعداد پینتالیس تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو جب ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ موجود لوگوں میں سے کسی سے بھی یہ خدمت لے لیتے۔ البتہ مخصوص اور اہم خدمات کے لئے مخصوص حضرات معاویہ بن ابی سفیانؓ اور حضرت زبیر بن عوام اسدیؓ وغیرہ کی مثالوں سے معلوم ہوتا ہے۔

کاتبین وحی میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت خالد بن سعید اموی، حضرت ارقم بن ابی ارقم مخزومی، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت شرجیل بن حسنہ کندی اور حضرت عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح عامریؓ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ (67) ان کے علاوہ دوسرے اکابر صحابہ جیسے شیخین بھی اس سعادت سے بہرہ ور ہوئے تھے۔ مدنی عہد میں وحی کے کاتبین تو متعدد تھے مگر کاتب اعظم کا عہدہ حضرت ابی بن کعب خزرجیؓ اور ان کے نائب کا منصب حضرت زید بن ثابت خزرجیؓ کو ملا تھا۔ ان ک علاوہ مکی عہد کے بعض حضرات بھی تھے۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی، حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی، حضرت علاء بن عقبہ، حضرت حنظلہ اسیدیؓ اور ایک نامعلوم نصرانی نومسلم کے علاوہ ابن خطل کے نام بھی کاتبین وحی میں گنوائے جاتے ہیں۔ (68)

خطوط و فرامین لکھنے والوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہ، حضرت ابی بن کعب خزرجی، حضرت معاویہ اموی، حضرت خالد اموی، حضرت مغیرہ ثقفی،، حضرت علاء بن عقبہ، حضرت ارقم مخزومی، حضرت ثابت خزرجی، حضرت عثمان اموی، حضرت شرجیل کندی، حضرت جہیم بن صلت مطلبی، حضرت علاء بن حضرمی، حضرت عبد اللہ بن ابی بکر تیمی، حضرت یزید بن ابی سفیان اموی، حضرت ابوسفیان بن حرب اموی، حضرت عامر بن فہیرہ تیمی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی، حضرت عبد اللہ بن رواحہ خزرجی، حضرت خالد بن ولید مخزومی، حضرت حاطب و حویطب (فرزندان عمرو) عامری، حضرت حزیفہ بن یمان غطفانی اوسی، حضرت حصین بن نمیر، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت معیقب بن ابی فاطمہ دوسی، حضرت عمرو بن عاص سہمی، حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی، حضرت ابوسلمہ مخزومی، حضرت عبدربہ اور حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی خزرجیؓ بھی شامل ہیں۔

مخصوص معاملات کاتبوں میں حضرت حصین بن نمیرؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ شامل تھے جو خفیہ امور تحریر کرتے تھے،۔ (69) جبکہ حضرت زبیر بن عوام اور حضرت جہیم بن صلت صدقات و محاصل کے کاتب تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ اراضی کی پیداوار کے۔ (70) اور حضرت شرجیل بن حسنہؓ بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام فرامین رسالت کے کاتب تھے۔ (71) حضرت معاویہ اموی بھی ان میں شامل ہیں۔ (72) حضرت معیقب بن ابی فاطمہ دوسی نہ صرف کاتب نبوی تھے بلکہ صاحب خاتم نبوی بھی تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہی خدمت حضرت حنظلہ بن ربیع اسدیؓ بھی انجام دیتے تھے؛۔ (73)

لیکن سب سے بڑے اور صحیح معنوں میں آپ کے سیکرٹری حضرت بلال حبشیؓ تھے جو آپ کے خانگی امور کے نگراں، قرض وادھار کے منتظم، میزبانی کے متہم، اذن واجازت دلوانے والے، سترہ بردار، وضو کے پانی کا انتظام کرنے والے، انعام کی رقم عطا کرنے والے، خازن و خزانچی، منادی و معلن، سفیر اور متعدد دوسرے فرائض وامور کے نگران تھے۔ (74)

قبول اسلام کے لحاظ سے ان کاتبوں کا تعلق سابقین، متوسطین، اور متاخرین اسلام تینوں طبقات سے تھا۔ کم و بیش سترہ سابقین اولین میں سے تھے جبکہ بقیہ میں سے اکثر متاخرین میں شامل تھے۔ اکثر و بیشتر جوان طبقہ کے تھے۔ تقریباً 31 حضرات کا تعلق وسطی قبائل قریش وانصار سے تھا جبکہ بقیہ میں سے اکثر ان کے حلفیوں میں شامل تھے۔ ایک دو کے سوا جن کا تعلق مشرقی و مغربی قبائل ثقیف واسلم سے تھا سب کے سب مکہ کے مہاجر یا مدینہ کے انصار اور باشندے تھے۔ ان سب کی تقرری ان کے کاتب ہونے کی صلاحیت کے علاوہ ان کی دیانت وامانت اور اعلی کردار کے سبب ہوئی تھی۔

عہد نبوی ﷺ میں مملکت مدینہ کے سرکاری سفیر

ریاست مدینہ کے بقیہ ممالک سے تعلقات استوار کرنے کے لیے آپ نے سفیروں کا تقرر فرمایا۔ ان کے ضروری اوصاف حکمت و فراست، دیانت وامانت، طلاقت وفصاحت اور شخصیت وجاذبیت تھے۔ موقع و محل کے لحاظ سے اہلیت بھی ایک اضافی صفت تھی۔ کچھ سفیر تبلیغ اسلام کے لیے بھیجے گئے تھے کچھ صلح کے معاہدے کرنے کے لیے بعض نے لوگوں کو امان دی تھی بعض دوسروں نے غیر ممالک سے مسلم طبقات کی واپسی کا انتظام کیا تھا۔ بعض نے تحائف پہنچائے تھے بعض نے کافروں کو ان کے کفر کے برے نتائج سے آگاہ کیا تھا۔ 75 یعنی آپ نے مختلف مواقع پر سفراء کو مختلف امور کی انجام دہی سونپی تھی۔ تاریخی ترتیب کے لحاظ سے اسلامی سفیروں کی پہلی تقرری عسکری یا نیم عسکری مہموں کے زمانے سے شروع ہوتی ہے۔ (76) سب سے پہلے حضرت عمر بن خطابؓ کی تقرری کا ذکر غزوہ بدر کے ضمن میں ملتا ہے جب کہ انہوں نے قریش کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔ (77) حضرت محمد بن مسلمہ اوسیؓ کو بنو قینقاع اور ان کے بعد بنو نضیر کے یہود کو فیصلہ نبوی سے آگاہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ (78) اسی طرح بنو قریظہ کو جنگ احزاب کے دوران سازش سے روکنے اور معاہدہ صلح واتحاد یاد دلانے کی غرض سے حضرت سعد بن معاذ اوسی، حضرت سعد بن عبادہ خزرجی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ خزرجیؓ کو بعض دوسرے صحابہ کے ساتھ بھیجا گیا۔ (79) صلح حدیبیہ کے دوران قریش مکہ سے صلح کی گفت وشنید کے لیے کم از کم سفیروں حضرت خراش بن امیہ خزاعیؓ، حضرت عثمان بن عفان امویؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کی تقرری عمل میں آئی۔ (80)

دوسرے عرب قبائل اور شیوخ کے پاس جو نبوی سفارتیں روانہ کی گئیں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ حضرت سلیط بن عمرو عامریؓ کو شاہان، یمامہ کے پاس دعوت اسلام دے کر بھیجا گیا۔ اسی زمانے میں حضرت علاء بن حضرمی، حضرت عمرو بن عاص سہمی اور حضرت مہاجر بن ابی امیہ مخزومیؓ کو بالترتیب بحرین، عمان اور حمیر (یمن) کے بادشاہوں کے دربار میں روانہ کیا گیا۔ متعدد دوسرے سفیروں میں حضرت نمیر بن خرشہ ثقفی، حضرت ظبیان بن مرثد سدوسی، حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی، حضرت وحیہ بن خلیفہ کلبی اور حضرت علقمہ و حضرت عمرو خزاعیؓ کو بالترتیب قبائل طائف، بکر بن وائل، حمیر، اسقف نجران اور ابو سفیان بن حرب اموی کے پاس روانہ کیا گیا۔ پہلی چار سفارتیں کلی طور پر مذہبی اور سیاسی تھیں جبکہ آخری دو سفارتیں قریش کے حاجت مندوں کے لیے مالی امداد لے کر گئی تھیں۔ اسی مقصد کے لیے حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ کی ایک اور سفارت بھیجی گئی۔ (81) حیات نبوی کے آخری زمانے میں بعض سفارتیں مختلف قبائل عرب کے پاس بھیجی گئی تھیں چنانچہ اس ضمن میں حضرت وبر بن عمیس خزاعیؓ (ابناء یمن اور ان کے شیوخ کے پاس) حضرت فات بن حیان عجلیؓ (بنو حنیفہ کے ایک مسلم سردار حضرت ثمامہ بن اثال کے لئے) حضرت قرع بن حابس حمیریؓ (شاہان زود اور مران کے دربار میں) حضرت صلصل بن شرجیلؓ (قبیلہ بنی عامر کے علاقہ میں) حضرت ضرار بن الازوری اسدیؓ (ان کے اپنے قبیلے کے بطون بنو صیداء اور بنو ویل کے پاس) حضرت زیاد بن حنظلہ تمیمیؓ اور حضرت نعیم بن مسعود اشجعی غطفانیؓ کو ان کے اپنے قبیلوں کے درمیان بھیجے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ اسی طرح یمامہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسلیمہ کذاب کے پاس کم از کم تین سفارتیں بھیجنے کا حوالہ آیا ہے، بالترتیب حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ، حضرت حبیب بن زید خزرجیؓ اور حضرت عبداللہ بن وہب اسلمیؓ کی سرکردگی میں بھیجی گئی تھیں۔ حضرت عمیر بن وہبؓ اور حضرت ام حکیم بنت ہشام مخزومیؓ نے بطور سفیران نبوی صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابو جہل کو امان کا پیغام پہنچایا تھا۔ اس کے علاوہ متعدد سفارتیں عرب قبائل اور ان کے سرداروں کی طرف بھیجی گئی تھیں۔ (82)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1, 2022

صلح حدیبیہ کے فوراً بعد رسول اکرم ﷺ نے کئی ممالک کے بادشاہوں اور ان کے عرب باجگذاروں کے پاس تبلیغ اسلام اور سیاسی مفاہمت کے لیے کئی سفیروں کو روانہ کیا۔ ان میں حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی، حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی، حضرت عمرو بن امیہ ضمری، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ، حضرت شجاع بن وہب اسدی اور حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ شامل تھے جو بالترتیب رومی شہنشاہ ہرقل، ایرانی خسرو پرویز، نجاشی حبشہ اصحمہ، مقوقس مصر، شاہ شام اور حارث بن عمیر غسانی شاہ بصرہ کے درباروں میں اسلام کا پیغام لے کر گئے تھے۔ (83)

ریاست مدینہ کے سفیروں کی تعداد انتالیس (39) ہے جبکہ ان کی کل تقرریوں کی تعداد تینتالیس (43) ہے۔ یعنی بعض حضرات نے ایک سے زیادہ مرتبہ یہ خدمت انجام دی تھی۔ مرکزی عرب کے قبائل میں قریش کے آٹھ افراد نے آٹھ مواقع پر سفارت کا عہدہ سنبھالا تھا۔ ان میں بنو مخزوم اور بنو سہم کے دو دو افراد جبکہ بنو ہاشم، بنو امیہ اور بنو عامر بن لوی کا صرف ایک ایک فرد شامل تھا۔ زمانہ قبل اسلام میں عہدہ سفارت رکھنے والے خاندان بنو عدی (خاندان عمر بن خطاب) کا صرف ایک نمائندہ سفارت کے منصب پر فائز ہوا۔ بقیہ مرکزی قبائل میں خزرج کے دو اور اوس کے دو افراد نے تین تین بار سفارت کا فرض انجام دیا تھا۔ شمالی عرب کے قبیلے قلب کے تین افراد نے دو بار اور لخم کے ایک سفیر نے ایک بار پیغام نبوی پہنچایا تھا۔

مشرق قبائل میں ہوازن، خزیمہ اور غطفان کے بالترتیب تین دو اور ایک سفیر تھے۔ مغربی قبائل میں خزاعہ کے ساتھ سفراء نے باری باری یہ خدمت انجام دی تھی کنانہ کے ایک سفیر نے تین مواقع پر اور ازشنوہ کے ایک سفیر تھے۔ منتشر قبائل میں صرف تمیم کے ایک سفیر کو نمائندگی ملی تھی۔ جہاں تک ان سفیروں کے زمانہ قبول اسلام کا تعلق ہے تو ان میں سے صرف ایک چوتھائی کا تعلق سابقین اولین کے طبقہ سے تھا اور اس سے کچھ کم کا متوسطین کے طبقہ سے اور بقیہ کا متاخرین کے طبقہ سے تھا۔ عمر کے اعتبار سے غالب ترین اکثریت جوانوں کی تھی۔

مخصوص افسران نبوی ﷺ

کچھ انتظامی امور کو انجام دینے اور بعض احکام شریعت کو نافذ و جاری کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے چند مخصوص افسروں کو بھی مقرر فرمایا تھا۔ یہ خدمت بھی عارضی نوعیت کی تھی اور سراسر رضاکارانہ۔ اس ضمن میں سب سے مشہور واقعہ حضرت سعد بن معاذؓ اوسی کے بنو قریظہ کے معاملہ میں حکم بنائے جانے کا ہے۔ (84) بہر کیف بارہ (12) معلوم افسران خصوصی میں سے تین کا تعلق قریش کے بطون ہاشم، تیم اور عدی سے تھا جبکہ خزرج کا کوئی فرد شریک نہیں تھا البتہ اوس کے چار حضرات کو یہ شرف نصیب ہوا تھا۔ بقیہ قبائل میں ازد، اسلم اور غطفان کے افراد تھے اور دو کے بارے میں ہماری معلومات ناقص ہیں۔ قریشی افسران سابقین اولین میں سے تھے جبکہ بقیہ کا تعلق مدنی عہد سے ہے۔ البتہ بہ اعتبار عمر سب کا تعلق جوانوں کے طبقہ سے تھا۔ (85)

ریاست مدینہ کے نشریاتی ترجمان (اسٹیٹ میڈیا)

ابتدائے اسلام کے عرب معاشرے میں شعر و خطابت کو ایک اعلیٰ مقام حاصل تھا کیونکہ وہ ابلاغ و ترسیل کے طاقتور اور مؤثر ترین ذرائع تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسی سبب سے شعراء و خطباء کی صلاحیتوں کو اسلام اور ریاست کے مفادات کے تحفظ کے لیے استعمال فرمایا۔ خطابت تو خود جناب رسول اکرم ﷺ کی ایک ذاتی صفت تھی تاہم ایک موقع پر آپ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس خزرجیؓ کو بھی یہ فریضہ سونپا۔ آپ کے مستقل شعراء حضرت حسان بن ثابت خزرجیؓ تھے۔ یہ تینوں مدنی اور صاحب طرز شاعر تھے۔ اور ان میں حضرت حسان کا نی معمر تھے ایک اسلمی صحابی حضرت عامر بن سنانؓ کا بھی ذکر شعراء دربار رسالت میں ملتا ہے۔ (86)

ریاست مدینہ کے پروٹوکول افسران

بعض صحابہ کرامؓ کے ذمے حضور نبی اکرم ﷺ کے در اقدس کی دربانی تھی۔ یہ خدمت حضرت عویم بن ساعدہ اوسی، حضرت رباح اسود حبشی، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت انس بن مالک خزرجیؓ نے انجام دی جبکہ آپ کے مستقل دربان، حاجب اور آذن (اجازت نبوی ﷺ حاصل کرنے والے) حضرت عبداللہ بن زمعہ اسدی قریشیؓ تھے جو اواخر مدنی عہد میں مسلمان ہو کر مدینہ آگئے تھے اور مستقل دربانی کا فرض مسلسل انجام دیتے تھے۔ حضرت رباحؓ اور حضرت عنبہؓ رسول اکرم ﷺ کے موالی اور مکی عہد کے مسلمان تھے، جبکہ حضرت عویم ابتدائی مدنی عہد کے مسلم تھے اور بقیہ اواخر

مدنی عہد کے تاہم ان سب کا تعلق جوانوں کے طبقہ سے تھا۔ یہ دربانی رضاکارانہ تھی اور وہ عوام الناس کے لئے کوئی حجاب نہ تھی بلکہ عوامی رابطہ اور پل کا کام انجام دیتی تھی۔ (87)

عہد نبوی ﷺ کے سرکاری محافظین (سیکورٹی گارڈز)

ریاست مدینہ میں موجود حالات کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ کی ذاتی حفاظت کے لیے بھی کئی صحابہ کرامؓ کی تقرری کی گئی تھی

1۔ حضرت سعد بن معاذؓ غزوۂ بدر کے میدان میں العرش کے باہر نگران و محافظ کے طور پر مقرر تھے۔ (88)

2۔ حضرت سعد بن معاذؓ حضرت اسید بن حضیرؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ غزوہ احد میں حضور نبی اکرم ﷺ کے مکان پر محافظ دستے کے افسر کے طور پر مقرر تھے۔ (89)

3۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ غزوہ احد میں پچاس سپاہیوں کے دستہ کے افسر متعین تھے۔

4۔ حضرت ذکوان بن عبد قیسؓ نے غزوہ احد میں حضور نبی اکرم ﷺ کے محافظ کے طور پر فرائض سر انجام دیئے۔

5۔ حضرت سعد بن عبادہؓ، حضرت حباب بن منذرؓ، حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت اوس بن خولیؓ، حضرت قتادہ بن نعمانؓ، حضرت عبید بن اوسؓ اور حضرت عباد بن بشرؓ نے حمراء الاسد میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کے فرائض سر انجام دیئے۔ (90)

6۔ حضرت عباد بن بشرؓ اور حضرت یاسرؓ نے غزوہ ذات الرقاع میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کے فرائض سر انجام دیئے۔ (91)

7۔ حضرت عباد بن بشرؓ نے حدیبیہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کے فرائض سر انجام دیئے۔

8۔ حضرت سلمہ بن اسلمؓ نے حدیبیہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کے فرائض سر انجام دیئے۔

9۔ حضرت بلال بن رباحؓ نے وادی القریٰ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کے فرائض سر انجام دیئے۔

10۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے بھی غزوۂ حنین میں آپ ﷺ کی ذاتی محافظوں کے طور پر خدمت انجام دی۔

عہد نبوی کا جاسوسی نظام (انٹیلی جنس بیورو)

حضور اکرم ﷺ نے سیکورٹی کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے جاسوسی کا نظام بھی قائم فرمایا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ ذاتی حفاظت کے علاوہ دشمن اور اس کے لشکر کے رازوں اور ان کے معاملات سے آگاہی بھی ہوتی رہے۔ ایسے بہت سے صحابہ کرام تھے جنہیں آپ ﷺ نے جاسوسی (Intelligence) کے فرائض سونپ رکھے تھے۔ اسی طرح سیکورٹی کے لیے آپ ﷺ نے گشتی دستے بھی تشکیل دیئے۔

حفاظتی انتظامات کے ذیل میں گھوڑوں اور اسلحے کا انتظام بھی کیا گیا تھا اور ان پر صحابہ کرامؓ متعین کئے گئے تھے۔ اس نوع کی ڈیوٹی انجام دینے والے صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی یہ ہیں

(1) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

(2) حضرت بشیر بن سعدؓ

(3) حضرت اوسؓ

(4) حضرت عبید الرحمن بن اسدؓ

صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی حفاظت خدمت کے حوالے سے کتنے زیادہ محتاط و باخبر تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ غزوۂ بدر میں آپ ﷺ کی قیام گاہ کے باہر حفاظتی دستہ پہرہ دے رہا تھا۔ مسلسل جاگتے رہنے سے آپ ﷺ کو اونگھ آگئی آپ ﷺ جب آرام فرمانے لگے تو ڈیوٹی پر موجود حفاظتی دستے کے بارے میں اطمینان محسوس نہ کرتے ہوئے حضور ابو بکر صدیقؓ خود بے نیام تلوار لے کر آئے اور پہرے دار بن کر کھڑے ہو گئے اور سیکورٹی کی ڈیوٹی انجام دی۔ ان کے ساتھ سیکورٹی گارڈز میں حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت زبیر بن عوفؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت ابو ایوبؓ بھی تھے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1, 2022

حضرت ابوایوبؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر بھی پہرہ دیا۔ حضرت زبیر بن عوفؓ نے غزوہ خندق کے موقع پر یہ فریضہ سرانجام دیا۔ حضرت بلالؓ، حضرت اسد بن وقاصؓ اور حضرت ذکوانؓ نے مختلف مواقع پر وادیوں میں اور مختلف سفروں کے دوران پہرہ دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور کچھ صحابہ فیملی گارڈ کے طور پر مامور تھے۔ ایک صحابی مہر نبوت کی حفاظت پر مامور تھے کہ کہیں چوری نہ ہو جائے۔

عہد نبوی ﷺ کی مقامی انتظامیہ

مرکزی اور صوبائی انتظامیہ کے جائزہ کے بعد مقامی انتظام کا درجہ آتا ہے جو دراصل عرب کی قبائلی سرداری کے اصولوں پر قائم تھا۔ عملا مقامی انتظام وانصرام کی ذمہ داری ہر رئیس و شیخ قبیلہ کی ہوتی تھی جو مختلف ماتحت بطون/خاندانوں کے شیوخ کے ساتھ مل کر علاقہ/قبیلہ کا نظم ونسق چلاتا تھا۔ قبائلی شیوخ کا تقرر بنیادی طور سے ان کا اپنا داخلی معاملہ تھا لیکن اس کی منظوری اور تصدیق دربار رسالت سے ضروری تھی۔ کبھی کبھی آپ از خود کسی قبیلہ/بطن یا گروہ کا سردار مقرر کر دیتے اور اس پر کسی نے دخل اندازی کا الزام نہیں لگایا اور کسی طرح کی نکیر نہیں کی۔ یہ مقامی منتظمین اور شیوخ قبیلہ "ریت کے ذرات یا آسمان کے ستاروں" کے مانند بے شمار تھے۔ ان میں سابقین بھی تھے اور متوسطین ومتاخرین بھی۔ جوان بھی تھے اور ادھیڑ عمر بوڑھے بھی۔ یعنی ہر طبقہ عمر کے افراد کے ان میں شامل تھے جنھوں نے مختلف اوقات میں اسلام قبول کیا تھا۔ ان میں سے اکثر کا ذکر مآخذ میں نہیں ملتا، محض گنتی کے چند ناموں کا حوالہ صراحت کے ساتھ ملتا ہے جن پر تفصیل سے کہیں اور بحث کی جا چکی ہے۔ انہیں مقامی منتظمین میں شہر مدینہ کے نقیبوں کا شمار بھی ہونا چاہیے کہ ان کی انتظامی ذمہ داری بھی کچھ اسی نوعیت کی تھی۔ ان کی تعداد شروع میں بارہ تھی جن میں سے نو خزرج اور تین اوس کے تھے۔ بعد میں بعض کی وفات کے بعد ان کے جانشینوں کو مقرر کیا گیا مآخذ سے ان کی کل تعداد اٹھارہ معلوم ہو سکی ہے۔ ان میں سے خزرج کے بارہ تھے جن کے اسماء گرامی ہیں۔ حضرت اسعد بن زرارہ، سعد بن ربیع، عبداللہ بن رواحہ، رافع بن مالک، براء بن معرور، بشر بن براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو، سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو، عبادہ بن صامت عمرو بن جموح اور مسیب بن عمرو ان رضی اللہ عنہم میں حضرت بشر اور آخری دو حضرات بعد میں کسی وقت مقرر ہوئے تھے۔ اوس کے نقیب تھے حضرت اسید بن حضیر، سعد بن خثیمہ، رفاعہ بن عبدالمندر، ابوالہثیم بن الیہتان اور رافع بن خدیج۔ ان میں سے موخر الذکر دو کا تقرر بعد کے زمانے کا ہے۔ حضرت اسعد بن زرارہ خزرجی نقیب النقباء تھے مگر ہجرت کے معا بعد ہی ان کی وفات ہو گئی اور رسول اکرم ﷺ نے وہ عہدہ بذات خود سنبھال لیا۔ (92)

عہد نبوی ﷺ کے مارکیٹ افسران

مقامی منتظمین میں بازار کے افسروں کا ذکر بھی ملتا ہے جو خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ شہر مدینہ اور دوسرے بازاروں میں رسول کریم ﷺ کا اختیار بطور سربراہ مملکت کے قائم تھا تاہم آپ کے شہر مدینہ کے لیے ایک مخصوص افسر بازار کا تقرر کیا تھا اور حضرت عمر فاروقؓ تھے۔ ابن سعد کے بیان کے مطابق فتح مکہ کے فورا بعد بنوامیہ کے خاندان سعیدی کے ایک اور فرد حضرت سعید بن سعد اموی کو مکہ کے بازار کا افسر مقرر کیا گیا تھا۔ اگرچہ وہ طائف کے محاصرہ کے دوران شہد ہو گئے تھے تاہم ان کی تقرری سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ ان کے بعد ان کا جانشین یقینا مقرر کیا گیا ہو گا۔ اس شعبہ میں ایک افسر اگر سابقین اولین میں سے تھا تو دوسرا متاخرین مسلمانوں میں سے۔ عمر کے اعتبار سے دونوں کا شمار جوانوں میں کرنا چاہیے۔ حضرت عمر کی مثال یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ افسر مستقل ہوتے تھے۔ اور ان کو اس خدمت کا غالبا کچھ صلہ اور معاوضہ بھی ملتا تھا۔ (93)

حوالہ جات

1- ابراھیم مصطفی، احمد الزیات، المعجم الوسیط، دارالدعوۃ بیروت، (628/2)

2 - International Crises Group, “Reforming Pakistan’s Civil Service” Asia Report No185, ICG Report 2010-

3- النور24: 55

- 4ابن اسحاق، انگریزی ترجمہ الفریڈ گلیوم، لندن 1955ئ، (6-235) صحیح بخاری، (حدیث نمبر 285) سنن ابوداود (حدیث نمبر852)

- 5 صحیح بخاری، (حدیث نمبر955)

- 6عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت باب اول بحث برمواخاۃ۔نیز ابن اسحاق ،(ص234وغیرہ
- 7فتوح البلدان،(ص220) زرقانی، شرح علی المواہب اللدنیہ ، قاہرہ 8-1907م،(87/2)
- 8 صحیح بخاری،(حدیث نمبر25)
- 9ابن اسحاق،(ص99-495) المغازی،(ص428، صحیح بخاری،(حدیث نمبر599) صحیح المسلم،(حدیث نمبر -11
- 10 صحیح بخاری،(حدیث نمبر558)
- 11 صحیح بخاری،(حدیث نمبر8151)
-, 12سنن ابوداود(حدیث نمبر851)
- 13انساب الاشراف ، اول ص355)
- 14 انساب الاشراف ، اول ص)355
- 15 صحیح بخاری،(حدیث نمبر252)
- 16غطفان سے معاہدہ لے سلسلہ میں حضرت سعد بن عبادہ و سعد بن معاذ وغیرہ سے (حدیث نبوی متعلقہ۔۔۔
- 17ابن اسحاق،(ص4-493)المغازی(ص8-107)طبری،(77/2)طبقات ابن سعد ،(ص7-6) انساب الاشراف ،(293/1)
- 18وقدای،(ص53)تاریخ طبری ،(440/1)
- 19المغازی،(ص8-107)تاریخ طبری،(274/7) نیز بدرالموعد کے موقعہ پر سورئ کے لیے ملاحظہ ہو الواقدي، محمد بن عمر بن واقد، بالولاء، المغازی،(ص3-786)
- 20المغازی،(209/13)طبری،(371/2)
- 21المغازی،(ص187)
- 22ابن اسحاق،(ص450)المغازی،(ص5-444)تاریخ طبری ،(959/1)
- 23ابن اسحاق ،(474/2)المغازی،(9-477)تاریخ طبری،(473/2)
- 24المغازی (844/1)
- 25السیرۃ النبویۃ لابن ھشام ص312)المغازی،(ص200)
- 26المغازی ،(643-44)
- 27المغازی،(ص6-643,53-925,4)
- 28المغازی،(ص728)
- 29المغازی ،(ص892)
- 30المغازی ،(ص927) انساب الاشراف،(367/1)
- 31المغازی ص937اور طبری،(84/3)
- 32السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(6/2:744)اسد الغابہ،(2:283)
- 33 طبقات ابن سعد ،(2:9/2)انساب الاشراف،(3/287)
- 34 تاریخ طبری،(2/، 42:407)اسد الغابہ،(234,27)
- 35 السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،(2/2:612)طبقات ابن سعد،(2:9/3)انساب الاشراف،(4/287)تاریخ طبری،(3:408/5)اسد الغابہ،(5:218)
- 36-طبقات ابن سعد،(2/2:62)انساب الاشراف،(1:342)
- 37السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(2/2:216)انساب الاشراف،(3/1:289)تاریخ ابن خلدون،(2:748)
- 38المغازی،(2/180)طبقات ابن سعد ،(2:12-3)تاریخ طبری،(4/2:481)السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(2:45)
- 39السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،(2/2:612)المغازی،(3/184)طبقات ابن سعد،(2:31)
- 40السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،(2/2:46)المغازی،(3/196)طبقات ابن سعد،(35/2)
- 41المغازی،(2/384)طبقات ابن سعد ،(2:59/2)
- 42السیرۃ النبویۃ،(2:519/2)المغازی،(404/2)

- 43طبقات ابن سعد،(2/2:120)اسد الغابہ،(5:10250)
- 44السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(519/2)المغازی،(3/995)طبقات ابن سعد،(2:125)
- 45والیوں کے اختیارات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ، نقوش رسول ﷺ نمبر/جلد پنجم/ص22-620)
- 46مصعب زبیر ی، کتاب نسب قریش، پیرس1953م(ص176;84)فتوح البلدان ،(148/2) ابن خرم اندلسی، جمہرۃ انساب العرب، بیروت1960ء،(ص73)
- 47 اسد الغابہ،(145/5)
- 48السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(440/2)المغازی ،(889/2)طبقات ابن سعد،(137/2)
49عبدالحئ کتانی ،دور نبوی کا نظام حکومت، الترتیب الاداریۃ ،مترجم معظم الحق،کراچی،ادارۃ القرآن و العلوم اسلامیہ(158/2)
- 50السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(2/ ص576)
- 51السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(2/ ص600)اسد الغابہ،(4-392)
- 52 طبقات ابن سعد،(282/1)
53السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(590/2)طبقات ابن سعد ،(264/5) فتوح البلدان ،(80-83)
- 54السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(543/2)تاریخ طبری،(127/3)
- 55 نقوش رسول نمبر جلد پنجم ،(ص 614-15)
- 56فتوح البلدان ،(ص 89-92)
- 57ایک روایت کے مطابق مکہ کے گورنر حضرت جناب بن اسید اموی کو چالیس اوقیہ چاندی ماہانہ تنخواہ ملتی تھی، ملاحظہ ہو، دور نبوی کا نظام حکموت ، الترتیب الاداریۃ تالیف عبدالحئ کتانی مترجم معظم الحق-کراچی-ادارۃ القرآن و العلوم اسلامیہ
- 58ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن-مسلمانوں کا نظم مملکت-کراچی-ص179)
- 59ڈاکٹر طاہر القادری-سیرۃ رسول کی انتظای اہمیت-لاہور-منہاج القرآن پبلی کیشنز ،(145/2)
- 60 طبقات ابن سعد،(335/2-50)
- 61السیرۃ النبویۃ،(469-2)فتوح البلدان،(35/2)
- 62السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،(430:2-2)المغازی،(882/2)
- 63تاریخی ابن خلدون،(819:2-2)اسد الغابہ،(59:3)
- 64المغازی،(1046)
- 65 اسد الغابہ،(33:ا-2)المغازی،(1076)
- 66 طبقات ابن سعد ،(267:ا)
- 67 طبقات ابن سعد،(622:ا-2)اسد الغابہ،(، 406:4)
- 68 طبقات ابن سعد،(268:ا-2)انساب الأشراف، 532:ا)
- 69ابن عبدربہ، العقد الفرید،(142:2)
- 70التراتیب الاداریۃ،(123:1)
- 71أنساب الأشراف،(532:1)
- 72-العقد الفرید،(242:2)اسد الغابہ، 403:4)
- 73ابونعیم، حلیتہ الأولیاء(2-1349: ا،المغازی: 248)
- 74الترتیب الاداریۃ،(194:1)
- 75انساب الاشراف،(292:ا)
- 76المغازی ،(15/2)
- 77المغازی،(2-366)

طبقات ابن سعد،(57:2)

- 78السیرۃ النبویہ،(2۔453)السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،(303:2)
- 79السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(2۔303:2)المغازی:600
- 80۔السیرۃ النبویۃ لابن ہشام(3:607۔)السیرۃ النبویۃ،(2:3۔607)
- 81ابن اسحاق،(4429/2)فتوح البلدان۔،(35)
- 82عہد نبویﷺ میں تنظیم ریاست و حکومت ،(157/2)
- 83ابن اسحاق، السیرۃ النبویۃ،(2۔174) وقدی، کتاب المغازی ،(32/2)
- 84المغازی،(2۔178)انساب الاشراف،(478:1)
- 85 طبقات ابن سعد ،(2۔289:3) حلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون،(194:5)
- 86نقوش رسول نمبر ﷺ ،(262/5)
- 87السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،(204/2)
- 88 طبقات ابن سعد،(108/1)
- 89منصب کی طلب ، محمد نصیر الدین ، ترجمان القرآن ، فروری 2012ء،(ص 49)
- 90 سنن ابوداود(حدیث نمبر2928)
- 91اہل حق کے ذمہ داریاں، سید ابو الا علی مودودی، ترجمان القرآن ، جولائی، 2013ء،(ص21)
- 92رحمتہ اللعالمین، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، دارالاشاعت کراچی ،(ص 281)
- 93سیرت سروہ وعالم ﷺ جلد اول ، سید ابوالا علی مودودی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1978ئ،(ص289)